روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۵

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Ruhani Khazain

Collection of The Books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,
The Promised Mesiah and Mahdi (1835-1908) Peace be on him.

Computerized Edition
Published in 2008

Published by:
Nazarat Ishaat Rabwah, Pakistan

Printed by:
Zia-ul-Islam Press, Rabwah

ISBN: 81 7912 175 5

ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۵

﴿۱۴۳﴾ کمر بستہ کر لی کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ انگریزی کو ہر وقت یہ خلافِ واقعہ خبر دی کہ یہ شخص سرکار انگریزی کی نسبت اچھے خیالات نہیں رکھتا۔ چنانچہ ایک مدّت تک وہ ایسا ہی کرتا رہا اور اُس نے خلاف واقعہ کئی امور میری نسبت اپنی اشاعة السنہ

بقیہ حاشیہ

ہر ایک الزام سے پاک ثابت کر دے گا اور تیرے معجزات تازہ کرے گا اور اس پیشگوئی میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوں گے اور آپ کا رفع الی السماء اپنی نبوت کے رُو سے آفتاب کی طرح چمکے گا کیونکہ ہزار ہا اولیاء اس اُمّت میں پیدا ہوں گے۔ اور اِس پیشگوئی میں صاف لفظوں میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مسیح اُس زمانہ سے پہلے وفات پا جائیں گے جبکہ وہ رسول مقبول ظاہر ہوگا جو مخالفوں کے اعتراضات سے اُن ﴿۱۴۳﴾ کے دامن کو پاک کرے گا۔ کیونکہ اِس آیت کریمہ میں لفّ نشر مرتب ہے۔ پہلے وفات کا وعدہ ہے پھر رفع کا پھر تطہیر کا اور پھر یہ کہ خدا تعالیٰ اُن کے متبعین کو ہر ایک پہلو سے غلبہ بخش کر مخالفوں کو قیامت تک ذلیل کرتا رہے گا۔ اگر اس ترتیب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اس میں بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ ترتیب جو واقعاتِ خارجیہ نے ثابت کر دی ہے ہاتھ سے جاتی رہے گی اور کسی کا اختیار نہیں ہے کہ قرآنی ترتیب کو بغیر کسی قوی دستاویز کے اُٹھا دے کیونکہ ایسا کرنا گویا یہودیوں کے قدم پر قدم رکھنا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ حرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ اِس آیت میں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

﴿۱۴۳﴾ اختلاط کرتا ہے اور اجنبی عورتوں سے باتیں کرتا ہے۔ چنانچہ نادان یہودیوں کے یہ اعتراضات آج تک ہیں کہ یسوع نے جس کو عیسائی اپنا خدا قرار دیتے ہیں ناپاک عورتوں سے اپنے تئیں دور نہیں رکھا بلکہ جب ایک زنا کار عورت عطر لے کر اُس کے پاس آئی تو اُس کو دانستہ یہ موقع دیا کہ وہ حرام کی کمائی کا عطر اُس کے سر کو ملے اور اُس کے پیروں پر اپنے زینت کردہ بال رکھے اور ایسا کرنا اُس کو روا نہ تھا۔ ایسا ہی اُن کا یہ بھی اعتراض ہے کہ مسیح الہامی شرط کے موافق نہیں آیا کیونکہ ملاکی نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ مسیح نہیں آئے گا جب تک کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آجائے۔ پس جس حالت میں ایلیا تو اب تک دُنیا میں نہیں آیا تو مسیح کیونکر آگیا؟

یہ وہ اعتراض ہیں جو یہودیوں کی کتابوں میں لکھے ہیں جن میں سے بعض میرے پاس موجود ہیں۔ پس خدا تعالیٰ اِس آیت میں وعدہ فرماتا ہے کہ ان تمام الزامات سے میں تجھے بری

میں لکھے اور شائع کئے تا گورنمنٹ مشتعل ہو جائے مگر وہ خدا جس کے ہاتھ میں
ہر ایک دل ہے۔ اُس نے اِس گورنمنٹ کو میری نسبت غلطی کھانے سے بچایا۔ ﴿۱۴۴﴾
اور درحقیقت یہ سخت غلطی تھی کہ مجھے باغی خیال کیا جاتا کیونکہ مجھے کیا ہو گیا تھا کہ

بقیہ حاشیہ

فقرہ متوفیک کو پہلے لایا ہے اور پھر فقرہ رافعک کو بعد اس کے اور پھر اس کے بعد فقرہ مطھرک بیان کیا گیا ہے۔ اور بہرحال ان الفاظ میں ایک ترتیب ہے جس کو خدائے علیم وحکیم نے اپنی ابلغ وافصح کلام میں اختیار کیا ہے اور ہمارا اختیار نہیں ہے کہ ہم بلاوجہ اِس ﴿۱۴۴﴾ ترتیب کو اُٹھا دیں۔ اور اگر قرآن شریف کے اور مقامات یعنی بعض اور آیات میں مفسرین نے ترتیب موجودہ قرآن شریف کے برخلاف بیان کیا ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اُنہوں نے خود ایسا کیا ہے یا وہ ایسا کرنے کے مجاز تھے بلکہ بعض نصوص حدیثیہ نے اسی طرح ان کی شرح کی تھی یا قرآن شریف کے دُوسرے مواضع کے قرائن واضحہ نے اِس بات کے ماننے کے لئے اُنہیں مجبور کر دیا تھا کہ ظاہری ترتیب نظر انداز کی جائے۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ کا ابلغ اور افصح کلام ترتیب سے خالی نہیں ہوتا اگر اتفاقاً کسی عبارت میں ظاہری ترتیب نہ ہو تو بلحاظ معنی ضرور کوئی ترتیب مخفی ہوتی ہے۔ مگر بہرحال ظاہری ترتیب مقدم ہوتی ہے۔ اور بغیر وجود کسی نہایت قوی قرینہ کے اِس ظاہری ترتیب کو چھوڑ دینا سراسر الحاد اور خیانت اور تحریف ہوتی ہے۔ یہی تو وہ خصلت تھی جس کے اختیار کرنے سے یہودی خدا کی نظر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کروں گا۔ ایسا ہی عیسائیوں نے بھی حضرت مسیح پر جھوٹے الزام لگائے تھے کہ گویا نعوذ باللہ اُنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو اطلاع دی تھی کہ ایسے ایسے ناپاک الزام تیرے پر لگائے جائیں گے اور ساتھ ہی وعدہ دیا تھا کہ میں تیرے بعد ایک نبی آخر الزمان بھیجوں گا اور اُس کے ذریعہ سے یہ تمام اعتراضات تیری ذات پر سے دفع کروں گا اور وہ تیری سچائی کی گواہی دے گا اور لوگوں پر ظاہر کرے گا کہ تو سچا رسول تھا سو ایسا ہی وقوع میں آیا یعنی جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تو آپ نے حضرت مسیح کا دامن ہر ایک الزام سے پاک کر کے دکھلایا۔ منه

میں ایسی گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کے خیالات ظاہر کرتا جس کے احسانات ہمارے سر پر ہیں۔ ہم اِس سلطنت کے عہد سے پہلے خوفناک حالت میں تھے اس نے پناہ دی۔ ہم سِکھّوں کے زمانہ میں ہر وقت ایک

بقیہ حاشیہ

میں لعنتی ٹھہرے لیکن اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ اِس بات پر دلیل کیا ہے کہ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک ظاہری ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے بجز دو چار مقام کے جو بطور شاذ و نادر ہیں۔ تو یہ ایک سوال ہے کہ خود قرآن شریف پر ایک نظر ڈال کر حل ہوسکتا ہے۔ یعنی اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اگر تمام قرآن اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ تو بجز چند مقامات کے جو بطور شاذ و نادر کے ہیں باقی تمام قرآنی مقامات کو ظاہری ترتیب کی ایک زرّیں زنجیری میں منسلک پاؤ گے اور جس طرح اُس حکیم کے افعال میں ترتیب مشہود ہو رہی ہے یہی ترتیب اس کے اقوال میں دیکھو گے اور یہ اِس بات پر کہ قرآن ظاہری ترتیب کو ملحوظ رکھتا ہے ایسی پختہ اور بدیہی اور نہایت قوی دلیل ہے کہ اِس دلیل کو سمجھ کر اور دیکھ کر بھی پھر مخالفت سے زبان کو بند نہ رکھنا صریح بے ایمانی اور بد دیانتی ہے۔ اگر ہم اِس دلیل کو مبسوط طور پر اس جگہ لکھیں تو گویا تمام قرآن شریف کو اِس جگہ درج کرنا ہوگا اور اِس مختصر رسالہ میں یہ گنجائش نہیں۔ یہ تو ہم قبول کرتے ہیں کہ شاذ و نادر کے طور پر قرآن شریف میں ایک دو مقام ایسے بھی ہیں کہ جن میں مثلاً عیسیٰ پہلے آیا اور موسیٰ بعد میں آیا یا کوئی اور نبی متاخر جو پیچھے آنے والا تھا اُس کا نام پہلے بیان کیا گیا اور جو پہلا تھا وہ پیچھے بیان کیا گیا۔ لیکن یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ چند مقامات بھی خالی از ترتیب ہیں بلکہ ان میں بھی ایک معنوی ترتیب ہے جو بیان کرنے کے سلسلہ میں بعض مصالح کی وجہ سے پیش آ گئی ہے۔ لیکن اِس میں کچھ بھی شک نہیں کہ قرآن کریم ظاہری ترتیب کا اشد التزام☆ رکھتا ہے اور ایک بڑا حصّہ قرآنی فصاحت کا اسی سے متعلق ہے۔

☆ قرآن شریف کی ظاہری ترتیب پر جو شخص دلی یقین رکھتا ہے اُس پر صدہا معارف کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور صدہا باریک در باریک نکات تک پہنچنے کے لئے یہ ترتیب اُس کو رہنما ہو جاتی ہے اور قرآن دانی کی ایک کنجی اُس کے ہاتھ میں آ جاتی ہے گویا ترتیب ظاہری کے نشانوں سے قرآن خود اُسے بتلاتا جاتا ہے کہ دیکھو میرے اندر یہ خزانے ہیں لیکن جو شخص قرآن کی ظاہری ترتیب سے منکر ہے وہ بلاشبہ قرآن کے باطنی معارف سے بھی بے نصیب ہے۔ **منہ**

تبر کے نیچے تھے اس نے ہماری گردنیں اس سے باہر نکالیں۔ ہماری دینی آزادی بالکل روکی گئی تھی یہاں تک کہ ہم مجاز نہ تھے کہ بلند آواز سے بانگ نماز کہہ سکیں اِس محسن گورنمنٹ نے دوبارہ ہماری آزادی قائم کردی اور ہم پر بہت سے ﴿۱۴۵﴾

بقیہ حاشیہ

اِس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب کا ملحوظ رکھنا بھی وجوہِ بلاغت میں سے ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت یہی ہے جو حکیمانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس شخص کے کلام میں ترتیب نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے ایسے شخص کو ہم ہرگز بلیغ و فصیح نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اگر کوئی شخص حد سے زیادہ ترتیب کا لحاظ اُٹھادے تو وہ ضرور دیوانہ اور پاگل ہوتا ہے کیونکہ جس کی تقریر منتظم نہیں اُس کے حواس بھی منتظم نہیں☆ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا وہ پاک کلام جو بلاغت فصاحت کا دعویٰ کر کے تمام ﴿۱۴۵﴾ اقسام سچائی کے لئے بلاتا ہے ایسا اعجازی کلام اس ضروری حصہ فصاحت سے گرا ہوا ہو کہ اس میں ترتیب نہ پائی جائے۔ یہ بات تو ہر ایک شخص مانتا ہے کہ اگرچہ ترکِ ترتیب جائز ہے لیکن اس میں کچھ کلام نہیں کہ اگر مثلاً دو کلام ہوں اور ایک ان میں سے علاوہ دوسرے مراتبِ فصاحت بلاغت کے ترتیبِ ظاہری کا بھی لحاظ رکھتا ہو اور دوسرا کلام اس درجہ فصاحت سے گرا ہوا ہو اور اس میں قدرت نہ ہو کہ سلسلہ ترتیب کو نباہ سکے تو بلاشبہ ایک فصیح اور ادیب اور نقّاد کلام کا اس کلام کو بہت زیادہ درجہ فصاحت دے گا جو علاوہ دوسرے کمالاتِ فصاحت اور بلاغت کے یہ کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہے یعنی اس میں ترتیب بھی موجود ہے اور اس سے زیادہ کوئی گواہ نہیں کہ قرآن کریم نے اوّل سے آخر تک صنعتِ ترتیب کو اختیار کیا ہے اور باوجود اس کے نظم بدیع اور عبارت سلیس کو ہاتھ سے نہیں دیا اور یہ اس کا ایک بڑا معجزہ ہے جو ہم مخالفین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اِسی صنعت ترتیب کی برکت سے ہزارہا نکات قرآن شریف کے معلوم ہوتے جاتے ہیں اور اگر یہ کہو کہ ترتیب کو تو ہم مانتے ہیں مگر توفّی کے معنے موت نہیں مانتے تو

☆ دیکھو خدا تعالیٰ کے نظام شمسی میں کیسی ترتیب پائی جاتی ہے اور خود انسان کی جسمانی ہیکل کیسی ابلغ اور احسن ترتیب پر مشتمل ہے پھر کس قدر بے ادبی ہوگی اگر اُس احسن الخالقین کے کلمات پُرحکمت کو پراگندہ اور غیر منتظم اور بے ترتیب خیال کیا جائے۔ منہ

امن و آسایش کے متعلق احسان کئے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ ہم پوری آزادی
سے فرائض دینی ادا کرنے لگے۔ پھر ایسا کون پاگل اور دیوانہ ہے کہ اس قدر ﴿۱۴۶﴾
احسانات دیکھ کر پھر نمک حرامی کرے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ ہمارے خدا نے
ہمارے لئے اِس گورنمنٹ کو ایک پناہ بنا دیا ہے۔ اور وہ سیلاب ظلم اور تعدّی جو
جلد تر ہمیں ہلاک کرنا چاہتا تھا وہ اِس فولادی بند سے رُک گیا ہے۔ تو پھر یہ مقام

بقیہ حاشیہ

اس کے ہماری طرف سے دو جواب ہیں۔ (۱) اوّل یہ کہ خود صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس سے یہ معنے مروی ہیں کہ متوفّیک ممیتک یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ متوفّیک کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے وفات دوں گا۔ علاوہ اس کے جو شخص تمام احادیث اور قرآن شریف کا تتبّع کرے گا اور تمام لُغت کی کتابوں اور ادب کی کتابوں کو غور سے دیکھے گا اس پر یہ بات مخفی نہیں رہے گی کہ یہ قدیم محاورہ لسان عرب ہے کہ جب خدا تعالیٰ فاعل ہوتا ہے اور انسان مفعول بہ ہوتا ہے تو ایسے موقعہ پر لفظ توفّی کے معنے بجز وفات کے اور کچھ نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص اِس سے انکار کرے تو اُس پر واجب ہے کہ ہمیں حدیث یا قرآن یا فن ادب کی کسی کتاب سے یہ دکھلاوے کہ ایسی صورت میں کوئی اور معنے بھی توفّی کے آ جاتے ہیں۔ اور اگر ایسا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ قدسیہ سے پیش کر سکے تو ہم بلاتوقف اُس کو پانسو روپے انعام دینے کو طیار ہیں۔ دیکھو حق کے اظہار کے لئے ہم کس قدر مال خرچ کرنا چاہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہیں دیتا؟ اگر سچائی پر ہوتے تو اِس سوال کا ضرور جواب دیتے اور نقد روپیہ پاتے۔ غرض جب فیصلہ ہو گیا کہ توفّی کے معنے موت ہیں یہی معنے حضرت ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوئے۔ اور ابن عباس کا قول جو صحیح بخاری میں مندرج ہے وہ قول ہے جس کو عینی شارح بخاری نے اپنی شرح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے اور یہی معنے محاورات قرآن اور محاورات احادیث میں سے اور نیز کلام بلغاء عرب کے تتبع سے ثابت ہوئے اور اِس
کے سوا کچھ ثابت نہ ہوا تو پھر ماننا پڑا کہ یہ وعدہ جو اِس آیت شریفہ میں مندرج ہے یہ ﴿۱۴۶﴾
حضرت مسیح کی موت طبعی کا وعدہ ہے اور اس میں حضرت مسیح کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ وہ یہودی کہ جو اس فکر میں تھے کہ آنجناب کو بذریعہ صلیب قتل کر دیں وہ قتل نہیں کر سکیں گے

جائے شکر تھا یا جائے شکایت۔ لیکن محمد حسین پر کچھ بھی افسوس نہیں کیونکہ جس درجہ پر اُس نے اپنی عداوت اور کینہ کو پہنچایا ہے۔ اور جس مقدار تک اُس کے اندر میری نسبت بغض اور بداندیشی کا مادہ جمع ہے اس کا تقاضا ہی یہی تھا کہ وہ ایسے ایسے خلاف واقعہ امور کی طرف مضطر ہوتا۔ غرض ان لوگوں نے جس قدر دشمنی کے جوش میں وہ سب تدبیریں سوچیں جو انسان اپنے مخالف کے تباہ کرنے کے لئے سوچ سکتا ہے۔ اور جس قدر شدّت عداوت کے وقت میں دنیا دار لوگ اندر ہی اندر منصوبے بنایا کرتے ہیں وہ سب بنائے اور زور لگانے میں کچھ بھی فرق نہ کیا اور میرے ذلیل اور ہلاک کرنے کے لئے ناخنوں تک زور لگایا اور مکّہ کے بے دینوں کی طرح کوئی تدبیر اٹھا نہیں رکھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت سے بیس برس پہلے پیشگوئی مذکورہ بالا میں صاف لفظوں میں فرما دیا تھا کہ میں تجھے دشمنوں کے شر سے بچاؤں گا۔ لہٰذا اُس نے اپنے اس سچّے وعدہ کے موافق مجھ کو بچایا۔ سوچنے کے لائق ہے کہ کیونکر انواع اقسام کی تدبیروں سے میرے پر حملے کئے گئے حتیٰ کہ قتل کے جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور ان مقدمات کے وقت نہ صرف محمد حسین نے پوشیدہ طور پر میرے مخالف تدبیریں سوچیں بلکہ کھلے کھلے طور پر پادریوں کا گواہ بن کر عدالت میں حاضر ہوا اور پھر مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب کی عدالت

بقیہ حاشیہ

اور اِس خوف سے اللہ تعالیٰ نے مسیح کو تسلی بخشی اور ایک لمبی عمر جو اِنسان کے لئے قانونِ قدرت میں داخل ہے اس کا وعدہ دیا اور یہ فرمایا کہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا۔ اب اس فیصلہ کے بعد دوسرا تنقیح طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ وعدہ پورا ہو چکا یا ابھی حضرت مسیح زندہ ہیں سو یہ تنقیح بھی نہایت صفائی سے فیصلہ پا چکی ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ اِس آیت شریفہ کی ترتیب صاف طور پر دلالت کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں کیونکہ اگر وہ اب تک فوت نہیں ہوئے تو پھر اِس سے لازم آتا ہے کہ

میں بھی میرے لئے بد اندیشی کرنے میں کچھ بھی کسر اٹھا نہیں رکھی اور ایک بڑا طومار عیب گیری اور نکتہ چینیوں کا بنا کر اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر پیش کیا جس سے یہ مطلب تھا کہ ان افتراؤں کو پڑھ کر عدالت کے دل پر بہت کچھ اثر ہوگا مگر

بقیہ حاشیہ

رفع بھی نہیں ہوا۔ اور نہ اب تک اُن کی تطہیر ہوئی اور نہ اب تک اُن کے دشمنوں کی ذلّت ہوئی اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال بدیہی البطلان ہے اور اگر یہودیوں کی طرح بے وجہ تحریف کر کے کلمات الٰہیہ کو اُن کے مواضع سے نہ اُٹھا لیا جائے تو یہ آیت بترتیب☆ موجودہ بآواز بلند پکار رہی ہے کہ رفع وغیرہ وعدوں کے پہلے حضرت مسیح کا وفات پا جانا ضروری ہے کیونکہ ﴿۱۴۷﴾

☆ حاشیہ در حاشیہ

اگر آیت یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ[1] میں فقرہ متوفّیک کو اس جگہ سے جہاں خدا تعالیٰ نے اس کو رکھا ہے اُٹھا لیا جائے تو پھر اِس فقرہ کے رکھنے کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ملتی کیونکہ اس کو فقرہ رافعک الیّ کے بعد نہیں رکھ سکتے وجہ یہ کہ بموجب عقیدہ معتقدین رفع جسمانی کے رفع کے بعد بلا فاصلہ موت نہیں ہے بلکہ ضرور ہے کہ آسمان مسیح کو تھامے رہے جب تک کہ خاتم الانبیاء کے ظہور کے ساتھ وعدہ تطہیر پورا نہ ہو جائے۔ ایسا ہی فقرہ مطھّرک کے بعد بھی نہیں رکھ سکتے کیونکہ بموجب خیال اہل اس عقیدہ کے تطہیر کے بعد بھی بلا فاصلہ موت نہیں ہے بلکہ دائمی غلبہ کے بعد موت ہوگی۔ اب رہا غلبہ یعنی وعدہ فقرہ وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ[2] سو اِس فقرہ کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لئے اس جگہ بھی فقرہ متوفّیک کو رکھ نہیں سکتے جب تک قیامت کا دن نہ آ جائے اور قیامت کا دن تو حشر کا دن ہوگا نہ کہ موت کا دن۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حصہ میں موت نہیں اور وہ بغیر مرنے کے ہی قیامت کے میدان میں پہنچ جائیں گے اور یہ خیال وعدہ توفّی کے برخلاف ہے۔ لہٰذا فقرہ متوفّیک کو اپنی جگہ سے اُٹھانا موجبِ اجتماع نقیضین ہے اور وہ محال۔ اس لئے اس فقرہ کی تاخیر بھی محال ہے اور اگر محال نہیں تو کوئی ہمیں بتلاوے کہ اِس فقرہ کو اس جگہ سے اُٹھا کر کہاں رکھا جائے اور اگر کہے کہ رافعک کے بعد رکھا جائے تو ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ اس جگہ تو ہم کسی طرح نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ کسی کا عقیدہ نہیں ہے کہ رفع کے بعد بلا فاصلہ اور بغیر ظہور دوسرے واقعات مندرجہ آیت ھٰذا موت پیش آ جائے گی اور یہی خرابی دوسری جگہوں میں ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اور اگر بلا وجہ قرآنی ترتیب کو اُلٹا نا پلٹانا اور اسی تصرّف کے مناسب حال معنے کر لینا جائز ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایسے تغییر تبدیل کے ساتھ نماز بھی درست ہو یعنی نماز میں اس طرح پڑھنا جائز ہو۔ یا عیسٰی انّی رافعک الیّ ثم متوفّیک حالانکہ ایسا تصرّف مفسدِ نماز اور داخل تحریف قرآن ہے۔ فتدبّر۔ منه

[1]، [2] ال عمران: ۵۶

ڈوئی صاحب کی فراست نے معلوم کرلیا کہ یہ تحریریں باطل اور حاسدانہ خیالات ہیں۔ اِس لئے اُنہوں نے اُن تحریروں کو شامل مثل نہ کیا اور ردّی کی طرح پھینک دیا اور جو ہماری طرف سے تحریریں گذری تھیں جن سے ثابت ہوتا تھا کہ محمد حسین نے مخالفانہ جوش میں کیسی بدزبانی اور فحش گوئی اور قابلِ شرم تدبیروں سے کام لیا ہے وہ سب شامل مثل کر دیں۔ غرض یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان لوگوں نے میرے ہلاک کرنے کے لئے

بقیہ حاشیہ

جس طرح پر اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فقرات کو رکھا ہے اور بعض کو مقدم اور بعض کو مؤخر بیان کیا ہے اور اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا ہے وہ ترتیب اسی بات کو چاہتی ہے کہ رفع اور تطہیر اور غلبہ سے پہلے حضرت مسیح کی وفات ہو جائے۔ اور اس کی تائید میں ایک اور آیت قرآن شریف کی ہے جو وہ بھی حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ [1]۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاف اقرار کرتے ہیں کہ عیسائی میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں میری زندگی میں ہرگز نہیں بگڑے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک بجسم عنصری زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک اپنے سچے دین پر قائم ہیں اور یہ صریح باطل ہے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اِس آیت سے استدلال کرنا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [2] صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے تھے کیونکہ اگر اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ پہلے نبیوں میں سے بعض نبی تو جناب خاتم الانبیاءؐ کے عہد سے پیشتر فوت ہو گئے ہیں مگر بعض اُن میں سے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک فوت نہیں ہوئے تو اِس صورت میں یہ آیت قابلِ استدلال نہیں رہتی کیونکہ ایک ناتمام دلیل جو ایک قاعدہ کلیہ کی طرح نہیں اور تمام افراد گزشتہ پر دائرہ کی طرح محیط نہیں وہ دلیل کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتی۔ پھر اُس سے حضرت ابوبکر کا استدلال لغو ٹھہرتا ہے اور یاد رہے کہ یہ دلیل جو حضرت ابوبکر نے تمام گذشتہ نبیوں کی وفات پر پیش کی کسی صحابی سے اِس کا انکار مروی نہیں حالانکہ اُس وقت سب صحابی موجود تھے اور سب سن کر خاموش ہو گئے۔ اِس سے ثابت ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا اور صحابہ کا اجماع حجّت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔ سو حضرت ابوبکر کے احسانات میں سے جو اِس اُمّت پر ہیں

[1] المائدۃ: ۱۱۸ [2] آل عمران: ۱۴۵

﴿۱۴۷﴾ تدبیریں تو ہر ایک قسم کی کیں مگر کچھ بھی پیش نہ گئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اُس وعدہ کو پورا کیا جو براہین احمدیہ کے صفحہ پانسودس[۵۱۰] میں درج تھا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ تجھے دشمنوں کی ہر ایک بداندیشی سے بچائے گا اگرچہ لوگ تجھے ہلاک کرنا چاہیں سو یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ جو منہاج نبوت پر واقع ہوئی کیونکہ مجھ سے

بقیہ حاشیہ

ایک یہ بھی احسان ہے کہ انہوں نے اِس غلطی سے بچنے کے لئے جو آیندہ زمانہ کے لئے پیش آنے والی تھی اپنی خلافت حقہ کے زمانہ میں سچائی اور حق کا دروازہ کھول دیا اور ضلالت کے سیلاب پر ایک ایسا مضبوط بند لگا دیا کہ اگر اس زمانہ کے مولویوں کے ساتھ تمام جنّیات بھی شامل ہو جائیں تب بھی وہ اِس بند کو توڑ نہیں سکتے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت ابوبکر کی جان پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے پاک الہام پاکر اِس بات کا فیصلہ کر دیا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے۔

یہ تین دلائل کافی ہیں پھر ایک اور دلیل ان دلائل ثلاثہ کو مدد دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ امر سنت اللہ میں داخل ہوتا کہ کوئی شخص اتنی مُدّت تک آسمان پر بیٹھا رہے اور پھر زمین پر نازل ہو تو اِس کی کوئی اور نظیر بھی ہوتی کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام نظیر رکھتے ہیں تا انسانوں کے لئے تکلیف مَا لَا یُطَاق نہ ہو مثلاً آدم کو خدا نے مٹی سے پیدا کیا اور اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں کیڑے مکوڑے مٹی سے پیدا ہو رہے ہیں مگر قرآن شریف نے اس رفع ﴿۱۴۸﴾ اور نزول کی کوئی نظیر بیان نہیں فرمائی۔ ہاں پہلی کتابوں میں اسی کا ہم شکل ایک مقدمہ ہے یعنی ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا۔ لیکن اِس آمد ثانی کے معنے خود حضرت مسیح نے بیان فرما دیئے ہیں کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ کوئی اور شخص حضرت ایلیا کی خو اور طبیعت پر دنیا میں آئے گا یہ جہالت ہے کہ ایسا سمجھا جائے کہ یہ قصّہ جھوٹا ہے کیونکہ اِس قصے پر دو قومیں جو باہم سخت دشمنی رکھتی ہیں اعتقاد رکھتی ہیں اور اب تک ملاکی نبی کی کتاب میں یہ پایا جاتا ہے پھر باطل کیونکر ہو سکتا ہے؟ جس بات کو کروڑہا اِنسان اور پھر دو مخالف گروہ مانتے چلے آئے ہیں اور اُن کی کتابوں میں موجود ہے وہ امر کیونکر باطل ٹھہر سکتا ہے؟ اس طرح تو تمام تواریخ سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ مسیح تو کہتا ہے کہ